صبغة الله

تحریر: محمود مرزا جہلمی چیف ایڈیٹر ہفت روزہ صدائے مسلم جہلم

آیت مبارکہ سرعنوان کا ترجمہ پیش خدمت ہے: ''(یہ) اللہ کا رنگ ہے اور اللہ کے رنگ سے خوبصورت رنگ کون سا ہے اور ہم اسی کے عبادت گزار ہیں۔''

قرآن مجید میں مذکور ہے۔کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی مثل نہیں۔(لیس کمثله شئی) جب اس کی مثل نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے رنگ کو دنیا کے رنگوں پر محمول کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ بے شک وہ نور ہے، جو چراغ میں ہے جو زیتون کے تیل سے جلتا ہے۔اتنا کچھ کہنے کے بعد فرمایا: ﴿لیس کمثله شئی﴾ یعنی متنبہ کر دیا کہ نور کے بارے میں بھی جو تمہارے تصورات ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے نور پر منطبق نہ کرنا کیوں کہ یہ تاویل ہے اور ذات وصفات الٰہیہ کی تاویل محال وممنوع ہے۔لیکن اس آیت کریمہ میں خود اللہ تعالیٰ اپنے رنگ کا ذکر فرمارہے ہیں اور ساتھ یہ بھی فرمارہے ہیں کہ اس رنگ سے بڑھ کر کوئی بھی رنگ حسین اور جاذب نظر نہیں ہے۔

مولانا محمد جوناگڑھی نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ عیسائی زرد رنگ کے پانی سے بپتسمہ دے کر عیسائی بچوں کو ان کی بلوغت پر باضابطہ طور پر عیسائیت کی تصدیق کرتے ہیں۔لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کے اس زرد رنگ کے کسی بھی تقدس کی تردید کی ہے اور فرمایا ہے کہ رنگ تو سب سے حسین اس کا اپنا ہے۔

بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ حضور اقدسؐ کو سفید رنگ پسند تھا۔اس لئے اللہ تعالیٰ کا رنگ بھی سفید ہوگا۔ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ جو چیز حضور اقدسؐ کو پسند تھی وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہوگی لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ اللہ کا اپنا رنگ بھی سفید ہے۔موجودات عالم کا کوئی نہ کوئی رنگ ضرور ہوتا ہے کیونکہ یہ سب مادی وجود ہیں۔مگر اللہ تعالیٰ کے وجود کو ہم اپنے کسی حسی نظریۂ وجود پر قیاس نہیں کر سکتے۔کیونکہ یہ سراسر ظن ہوگا اور قرآن مجید میں ہی ارشاد ہے کہ ظن کا حق کے ساتھ ذرہ بھر بھی تعلق نہیں ہوتا۔

ممکن ہے کہ قارئین گرامی کے دل میں یہ بات آئے کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ (ید اللہ) اور اس کا چہرہ ﴿وجهه ربک ذوالجلال﴾ بھی تو قرآن میں مذکور ہے۔پھر اللہ تعالیٰ کی ساق کا بھی ذکر حدیث

شریف میں موجود ہے۔ ان حسی اعضا کی موجودگی میں واقعی یہ احساس پیدا ہوسکتا ہے کہ جب خود اس نے اپنے اعضا کا ذکر کیا ہے تو پھر اس کے وجود کا کوئی تمثیلی خاکہ کھینچنے میں کیا امر مانع ہے۔ اس کا جواب ایک تو اوپر آ چکا ہے یعنی: لیس کمثله شئی اور ذات باری کے متعلق ظن وتخمین سے کام لینا کسی صحیح نتیجہ تک نہیں پہنچا سکتا۔ دوسرا یہ کہ ہمیں الٰہیات کے بارے میں زیادہ تفصیلی غور وخوض سے روک دیا گیا ہے۔ صفات الٰہیہ کی موجودگی میں جن کا ہمیں علم عطا کر دیا گیا ہے، مزید کسی کھوج کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

ان گزارشات کے بعد اصل موضوع پر آتا ہوں۔ آیت کریمہ کا آخری حصہ ''اور ہم اسی کے عبادت گزار ہیں'' ''صبغة الله'' کی تشریح کرنے کو کافی ہے۔ گویا یہ آیت بینات میں سے ہے جو اپنا مفہوم خود ہی بیان کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جو مسلم معاشرہ اپنے ہاتھوں سے قائم کیا، اس کا رنگ ہی اللہ کا رنگ ہے۔ وہ رنگ کیا تھا؟ آیت کریمہ ﴿لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة﴾ اس میں حسنہ کا کلمہ برتا گیا ہے۔ وہاں فرمایا گیا: ﴿ومن احسن من الله صبغة﴾ دونوں آیات کو ملا کر دیکھیں تو بات کھل جاتی ہے۔ اب ﴿ونحن له عبدون﴾ اللہ کا رنگ سب سے حسین ہے اور اللہ نے اپنا رنگ اپنے رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی صورت میں ہمارے سامنے رکھ دیا۔ پس ہم اس اللہ کی اس طرح عبادت کرنے کے پابند ہیں جس طرح اس کے رسولؐ نے ہمیں اپنے اسوۂ حسنہ کے ذریعے سکھایا ہے۔

حضور اقدسؐ نے انسانوں پر اللہ کا رنگ چڑھایا تو آپؐ کے صحابہؓ کی جماعت تیار ہوئی، جن کے خمیر تو جاہلی عرب کی مٹی سے اٹھائے گئے تھے لیکن جب حضور اقدسؐ نے ان پر اللہ کا رنگ چڑھایا تو وہ اخلاق کے حسین پیکر بن گئے۔ سفاک وسنگ دل آپس میں رحیم ہو گئے۔ راہزن، راہوں کے محافظ بن گئے۔ بتوں کے پجاری بت شکن ہو گئے، مشرک موحد ہو گئے۔ حیاء سے خالی آنکھیں، حیاء سے زمین پر جم گئیں۔

غلاف کعبہ اسود ہے۔ کیا کالا رنگ اللہ کا رنگ ہے۔ گنبد خضریٰ سبز ہے۔ کیا سبز رنگ اللہ کا رنگ ہے؟ جی ہاں رنگوں کے سمیت عرض وسماء میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے مگر اللہ باری تعالیٰ کا اپنا رنگ صرف وہی ہے جو اس کی صفات عالیہ ہیں۔ اس سے آگے جس رنگ کو اس نے صبغۃ اللہ فرمایا ہے، وہ حضور اقدسؐ کا اسوۂ کامل ہے۔ اہل جنت کا لباس سبز ہوگا، مگر جنت میں وہی لوگ جائیں گے جن پر اسوۂ حسنہ کا رنگ چڑھا ہوگا۔ دنیا میں رنگریز تو کپڑے پر ہر رنگ چڑھا دیتے ہیں، مگر کوئی سبز پوش اس لئے جنت میں نہ چلا جائے گا کہ وہ سبز پیرہن تھا اور نہ کوئی سیاہ پوش اس لئے دوزخ میں بھیج دیا جائے گا کہ اس کا لباس کالا تھا۔ البتہ سیاہ

باطن ضرور ہی اہل نار میں شمار ہوگا۔ حضور اقدسؐ کی بعثت کی علت غائی انسانوں کا تزکیہ نفس ہے۔ تزکیۂ نفس کا نصاب حضور اقدسؐ کی سنت وشریعت ہے اور جب اللہ تعالیٰ یہ پوچھتے ہیں کہ صبغۃ اللہ سے حسین رنگ کونسا ہے؟ تو وہ دراصل یہی فرمانا چاہتے ہیں کہ سنت وشریعت محمدیہؐ سے اچھا کوئی طریقہ انسان کیلئے نہیں ہے۔

ہمارے ہاں بعض لوگ اپنا ایک خاص بانا اور دھج بنائے پھرتے ہیں۔ جس کا ایک مخصوص رنگ ہوتا ہے۔ کسی کا کیسری، کسی کا ہرا اور کسی کا کالا رنگ ہوتا ہے۔ اس مخصوص بانا کی وجہ سے وہ اپنے تقدس کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ لوگ اس قسم کے لباس پر مزید کئی ایک اضافے کرتے ہیں۔ کان ناک چھدواتے اور کوکے مندریاں آویزاں کرتے ہیں۔ کمر بند باندھتے، ہاتھ میں چمٹا اور کلائی پر کڑا رکھتے ہیں اور اس سب کچھ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پسندیدہ دھج کہتے ہیں اور عوام الناس ان کی اس ہیئت کذائی کو ان کی بزرگی کی علامت کے طور پر قبول کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں لباس تقویٰ کا ذکر آیا ہے۔ لباس تقویٰ سے مراد اللہ کا رنگ ہے جو مسلمانوں کے ظاہر و باطن پر یکساں طور پر چڑھنا چاہئے۔ رنگنے کی غرض ہی یہ ہوتی ہے کہ کپڑا اندر باہر سے رنگ کو جذب کرلے اور اگر کہیں کم اور کہیں زیادہ رنگ چڑھ جائے تو اسے ناپسند کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اسلام کی شریعت مطہرہ کا رنگ مسلمانوں کے دل، دماغ، عقائد، نظریات، نیت اور اعمال پر یکساں طور پر چڑھنا چاہئے۔ لباس کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام اس سلسلے میں کوئی مخصوص طریقہ نہیں مقرر کرتا۔ حضور اقدس کا لباس، جزیرہ نمائے عرب کے جغرافیائی اور طبعی تقاضوں کے مطابق تھا۔ مرد کیلئے ریشم ممنوع ہے، چست لباس جو اعضائے جسمانی کی حکایت بیان کرتا ہو، نماز میں حارج ہو اور ذریعہ تبذیر و تکبر ہو، اس کا پہننا جائز نہیں۔ مردوں کیلئے عورتوں جیسا لباس حرام ہے۔ اس سے آگے بندہ آزاد ہے کہ اپنے اپنے ذوق سلیم کے مطابق اپنی موسمی ضروریات کے تحت جو بھی ستر پوشی لباس چاہے، کام میں لائے۔ اور اگر حضور اقدسؐ سے محبت کے تحت کوئی مسلمان آج بھی آپؐ ہی کا لباس زیب تن کرتا ہے تو کیا کہنے! سنت نبوی سے اس کی محبت واقعی قابل ستائش ہے۔ کدو کا سالن، اگر حضور اقدسؐ کی پسند کے تتبع میں کھایا جائے تو سبحان اللہ! لیکن غیر مسنون دھج اور خرقۂ سالوس کے ذریعے اموال دنیا پر ہاتھ صاف کرنا تو نرا خسارے کا سودا ہے۔ اصل شئے تو حضور اقدسؐ کی شریعت مقدسہ ہے۔ یہی باطن کی صفائی کا کورس ہے۔ اسی پر عمل سے روح کا زنگ اترتا اور اللہ کا رنگ چڑھتا ہے۔ کوئی صوف کا لباس پہن کر پاکباز نہیں ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: ''نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے رخ مشرق یا مغرب کو کرو بلکہ یہ ہے کہ اللہ اور آخرت پر ایمان لاؤ'' اللہ کے اولیأ کون

ہیں؟ وہ جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا۔ گویا اللہ کی دوستی ایمان اور اعمال سے حاصل ہوتی ہے، نہ کہ کسی خاص رنگ اور کسی خاص دھج سے! اللہ کی رنگی، اللہ کا دین ہے جس کے مطابق ظاہر و باطن کو رنگنا ہی اصل کام ہے۔ جہاں گرد قسم کے لوگ جو خاص رنگوں کے خرقے اوڑھے پھرتے ہیں، اللہ کے ہاں ان کے مقام کا اندازہ یوں کرلیں کہ اللہ نے دنیا کا سب سے ردی کام یعنی گداگری ان کے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ خدارسیدگی، بے نیازی تو ہوسکتی ہے مگر مستقل محتاجی، گداگری اور دوسروں کے اموال پر تعدی نہیں ہوسکتی۔

بقیہ: ۷۸۶ ہندوؤں کے بھگوان ہری کرشنا کا نمبر ہے اللہ کا نمبر نہیں

سے بے علم اور مسلسل تاریکی میں رکھا اور گمراہی اس وقت اپنی حدود سے آگے بڑھ گئی جب ان لوگوں نے ۷۸۶ کے ہندسے کو مسلمانوں میں بسم اللہ کی جگہ رائج کردیا، اور مسلمانوں کو ہر وقت اللہ کا نام لینے اور لکھنے سے بھی محروم کردیا اور ہندوؤں کے بھگوان کا نام مسلمانوں کے عقیدے اور عمل میں شامل کردیا۔ آج ہر گاڑی، ہر مکان، ہر دکان، مسجد، مدرسہ، کتب، رسالہ، خط، طغریٰ حتیٰ کہ کہیں کہیں تو قرآن کریم کی آیات پر بھی ۷۸۶ لکھ دیا جاتا ہے بلکہ سجایا جاتا ہے اور اس طرح ہم سے ہندوؤں کے بھگوان کی پوجا کرائی جارہی ہے اور اس مصیبت میں اہل بدعت کے تمام علماء حفاظ عوام و خواص سب مبتلا ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اصل حروف اور ان کے اعداد اس طرح ہیں۔

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	ق	ر
۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰
ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ		
۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے نمبر اس طرح سے ہیں:

ب	س	م	ا	ل	ل	ا	ہ	ا	ح	
۲	۶۰	۴۰	۱	۳۰	۳۰	۱	۵	۱	۸	
م	ا	ن	ا	ل	ر	ح	ی	م		
۴۰	۱	۵۰	۱	۳۰	۲۰۰	۸	۱۰	۴۰	=	۷۸۸

ہری کرشنا کے نمبر اس طرح ہیں۔

ہ	ر	ی	ک	ر	ش	ن	ا		
۵	۲۰۰	۱۰	۲۰	۲۰۰	۳۰۰	۵۰	۱	=	۷۸۶